ماہنامہ

پیام عرفات

رائے بریلی

قربانی کیا ہے؟

”مجھے افسوس ہے کہ قربانی کا لفظ اتنی کثرت سے استعمال ہوا ہے اور ہماری سیاسی تحریکوں نے (لکھنؤ کی زبان میں کہوں گا کہ) اس کی مٹی ایسی پلید کی ہے (اور علمی زبان میں کہوں گا کہ) اس کا ایسا غلط استعمال کیا ہے کہ وہ اپنی طاقت کھو چکا ہے، قربانی تو وہ چیز ہے کہ اس کو سنتے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، لیکن ہم قربانی کا لفظ جب استعمال کرتے ہیں تو ملازمت کی قربانی کو، تنخواہ کی معمولی سی قربانی کو اس کا مصداق سمجھتے ہیں، لیکن قربانی وہ باعظمت اور مقدس چیز ہے، جس کی تاریخ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی پر ختم ہوتی ہے، ہر چیز کا شجرۂ نسب ہوتا ہے، اور میں کہوں گا کہ جس قربانی کا شجرۂ نسب ابراہیم خلیل اللہ کے جذبۂ ایثار وحب خدا اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی بے نفسی وتسلیم ورضا پر ختم نہ ہو وہ صحیح النسب نہیں ہے“۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
(قرآنی افادات جلد دوم صفحہ ۷۷-۷۸)

NOV 12

مرکز الإمام أبي الحسن الندوي
دارِ عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

₹10/-

قربانی کی حقیقت

اسلام قربانی ہے

اسلام کے لفظی معنیٰ اپنے کو دوسرے کے سپرد کردینا اور اطاعت اور بندگی کے لئے گردن جھکا دینا ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جو حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے اس ایثار و قربانی سے ظاہری ہوتی ہے، یہی سبب ہے کہ ان باپ بیٹوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبہ کو صحیفۂ محمدی میں اسلام کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے فرمایا:۔

جب ابراہیم اور اسماعیل اسلام لائے (یا فرماں برداری کی یا اپنے کو خدا کے سپرد کردیا) اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے (اسماعیل) کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا''۔

(''اور کون ابراہیم کی ملت کو پسند نہ کرے گا لیکن وہ جو خود بیوقوف بنے، ہم نے اس کو دنیا میں مقبول کیا، اور وہ آخرت میں بھی نیکوں میں سے ہوگا، جب اس کے رب نے اس سے کہا کہ اسلام لا (یا فرمانبرداری کر یا اپنے کو سپرد کردے) تو اس نے کہا میں نے پروردگار عالم کی فرمانبرداری کی (یا اپنے کو اس کے سپرد کردیا'')

الغرض ملت ابراہیمی کی حقیقت یہی اسلام ہے کہ انھوں نے اپنے کو خدا کے ہاتھ میں سونپ دیا، اور اس کے آستانہ پر اپنا سر جھکا دیا، یہی اسلام کی حقیقت ہے، اور یہی ابراہیمی ملت ہے اور اسی بار امانت کو اٹھانے کے لئے حضرت ابراہیمؑ بار بار خدا سے دعا فرماتے تھے کہ ان کی نسل میں اس بوجھ کو اٹھانے والے ہر زمانہ میں موجود رہیں اور بالآخر ان کی نسل میں وہ امین پیدا ہوا جو اس کی امانت کو لے کر تمام دنیا پر وقف عام کردے، چنانچہ دعا فرمائی تو یہ فرمائی:۔﴿ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا، انك انت التواب الرحيم، ربنا وابعث فيهم رسولاً منهم يتلوا عليهم آيٰتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم﴾

(ہمارے پروردگار ہم کو مسلمان یا اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسل سے ایک مسلمان یا اپنی فرمانبردار جماعت بنا، اور ہم کو مناسک (حج کے دستور) بتا، اور ہم کو معاف کردے، بے شک تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، ہمارے پروردگار! اس میں اپنا ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک اور صاف کرے تو غالب اور حکمت والا ہے)۔

یہ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، یہ کتاب قرآن پاک تھی، یہ حکمت سینۂ محمدی کا خزانہ علمی و عملی تھا، اور یہ مناسک اسلام کے ارکانِ حج تھے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

پیام عرفات

رائے بریلی

اردو اور ہندی میں ایک ساتھ شائع ہونے والا

جلد نمبر ۴ | نومبر ۲۰۱۲ء - ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ | شمارہ نمبر ۱۱

فہرست مضامین

شام کے مظلوموں کے ساتھ ایران کا منفی رویہ............۲
بلال عبدالحی حسنی ندوی..

نظام عالم مربوط ہے بیت اللہ شریف سے........................۳
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ..

ناموس رسالت کی حفاظت کیجیے!........................۵
مولانا مفتی محمد تقی عثمانی..

آزادی رائے پر دو موقف........................۷
مولانا سید محمد واضح رشید ندوی..

قربانی - اسلام کا سارا ڈھانچہ قربانی و ایثار پر قائم ہے............۱۱
مولانا شمس الحق ندوی..

اسلام میں قربانی کی اہمیت و افضلیت........................۱۲
مولانا اسرار الحق قاسمی..

عید الاضحیٰ اور قربانی کے احکام........................۱۵
مفتی راشد حسین ندوی..

آپ کے دینی سوالات اور ان کے جوابات........................۱۸

گستاخانہ فلم - پس پردہ حقائق........................۱۹
محمد نفیس خاں ندوی..

Dare Arafat Abul Hasan Ali Nadwi Center

دارِ عرفات
مرکز الإمام أبي الحسن الندوي

سرپرست

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ
(صدر، دارِ عرفات)

نگران

مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ
(جنرل سکریٹری، دارِ عرفات)

مجلس ادارت

بلال عبدالحی حسنی ندوی
مفتی راشد حسین ندوی
عبدالسبحان ناخدا ندوی
محمود حسن حسنی ندوی
محمد حسن ندوی

معاون ادارت

محمد نفیس خاں ندوی

فی شمارہ: ۱۰ روپے — سالانہ: ۱۰۰ روپے

www.abulhasanalinadwi.org

Fax: 0535-2211386

Mail: markazulimam@gmail.com

مرکز الامام أبی الحسن الندوي دار عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی (یوپی) ۲۲۹۰۰۱

پرنٹر پبلشر محمد حسن ندوی نے ایس، اے، آفسٹ پرنٹرس، مسجد کے پیچھے، پھاٹک عبداللہ خاں، سبزی منڈی، اسٹیشن روڈ، رائے بریلی سے طبع کرا کر دفتر ''پیام عرفات''
مرکز الامام أبی الحسن الندوي، دارِ عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی سے شائع کیا۔

اداریہ

شام کے مظلوموں کے ساتھ ایران کا منفی رویہ

بلال عبدالحی حسنی ندوی

شام کے حالات لوگوں کے سامنے ہیں، ہزاروں لاکھوں لوگ تہ تیغ کیے جا چکے ہیں، سڑکیں ویران ہیں، وہ ملک جو اپنی شادابی میں ایک مقام رکھتا تھا، آج اس کو گھن لگ چکا ہے، وہاں کے حکمراں بشارالاسد نے ظلم وستم کی ساری حدیں پار کردیں، عام شہریوں کو اس طرح ہلاک کیا گیا جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجائیں۔

روسی بلاک میں سیریا (شام) کو ایک حیثیت حاصل رہی ہے، اشتراکیت (Communism) کا وہ علمبردار رہا ہے، سوویت یونین کے بکھر جانے کے بعد بھی وہ روسی نظریات وافکار کا ترجمان رہا ہے، وہاں کے اسلام پسند عوام اس کی چکی میں سالوں سے پس رہے ہیں، اور کتنے ملحد و دہریئے بن کر دنیا سے رخصت ہوگئے، روس کی پوری کوشش یہ ہے کہ کسی صورت میں اس کی یہ گوٹ اپنی جگہ سے کھسکنے نہ پائے خواہ اس کے لیے کتنی جانیں جائیں اور عالمی قوانین کی جس طرح بھی دھجیاں بکھیری جائیں، وہ پس پردہ بشار کو مضبوط کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے، اور اس کے لیے ہر طرح کے ہتھیار سپلائی کیے جارہے ہیں۔ ترکی کے ابھی تازہ واقعہ سے یہ بات پوری طرح کھل گئی جو طیارہ روس سے شام کی طرف پرواز کررہا تھا جب ترکی نے اس کو شبہ کی بنیاد پر اپنے ملک میں اترنے پر مجبور کیا اور اس کی تلاشی لی گئی تو حقیقت کھل کر سامنے آگئی، ترکی نے وہ روسی ہتھیار ضبط کرکے طیارہ کو اپنی منزل کی طرف روانہ کردیا، امریکہ یہ چاہتا ہے کہ سیریا بھی اس کے بلاک میں شامل ہوجائے اس لیے وہ وہاں کے انقلابیوں کا ساتھ دینا چاہتا ہے، اگر ایک طرف وہ روس سے کھل کر جنگ مول لینا نہیں چاہتا، تو دوسری طرف جن ملکوں میں انقلاب کے بعد نئی قیادت سامنے آئی ہے وہ امریکہ کے مفادات کا کھل کر ساتھ نہیں دے رہی ہے اس لیے امریکہ ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے۔

روس اور امریکہ کی سرد وگرم جنگ نئی نہیں ہے، اصلاً روس اس جنگ کو ہار چکا ہے اور وہ اپنے وجود کی جنگ لڑ رہا ہے اور اسی لیے وہ سیریا کے اشتراکی حاکم بشارالاسد کو ہی حکمران دیکھنا چاہتا ہے، لیکن تعجب ایران پر ہے، جس کو امام خمینی کے انقلاب کے بعد اتحاد اسلامی کا علمبردار سمجھا گیا اور اس نے اسی حیثیت سے اپنے کو متعارف کرانے کی کوشش کی مگر اس وقت بلی تھیلے سے باہر آچکی ہے۔

شام کے حکمراں کی پشت پناہی جو ایران کی طرف سے کی جارہی ہے، وہ صرف اس لیے ہے کہ وہ نام نہاد سہی لیکن (دروزی) شیعہ ہے، اور اس کی وجہ سے اس کے سارے مظالم معاف ہیں، ایران کا حکمراں طبقہ براہ راست بشارالاسد حاکمِ سیریا سے رابطہ میں ہے اور ہر طرح کی مدد کی یقین دہانی میں مصروف ہے بلکہ اس کی عملی کوششیں اس کے لیے کی جاری ہیں، وہ بشار جس نے "لا إلٰه إلا الله" کہنے والوں کو بے دریغ قتل کیا، اور جس کا کلمہ "لا إله إلا بشار" ہے، اور جو اپنے وقت کا فرعون بنا ہوا، اپنے کو خدا بتا رہا ہے اور اس نے ظلم وستم کی ساری حدیں پار کردیں، اس کی ہمنوائی کس چیز کی غمازی کرتی ہے۔ سیریا کے تازہ واقعات سے جس طرح مسلمانوں کے دل زخمی ہیں، ایران کے رویہ نے اس پر نمک پاشی کا کام کیا ہے، اور اس سے ایران کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آئی ہے، اس کے سامنے سوائے رفض وتشیع کے اور کچھ نہیں، اس کو نہ اسلام سے کوئی بڑی دلچسپی ہے اور نہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے، "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور"، ایران نے بھی اب تک جس اتحاد اسلامی کا مظاہرہ کیا وہ صرف دکھانے کے دانت تھے، اندر اندر وہ ملت اسلامیہ کو کھوکھلا کرنے پر کمربستہ ہے، اسرائیل وامریکہ کے ساتھ اس کی لفظی لڑائی تو راکشتی کے علاوہ کچھ نہیں اور یہ صرف اس لیے کہ عام مسلمانوں کی ہمدردیاں اس کو حاصل ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ ادھر چند سالوں سے مسلمانوں کا بڑا طبقہ اس کی ہمدردی میں مصروف نظر آنے لگا تھا مگر سیریا کے تازہ واقعات سے حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے! اب ضرورت ہے ہوش کے ناخن لینے کی....!

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

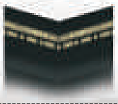

نظام عالم مربوط ہے بیت اللہ شریف سے

﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ﴾ (المائدة-۹۷) (اللہ نے کعبہ مکان محترم کو (اجتماعی زندگی کے) قیام کا ذریعہ، اور انسانوں کے باقی رہنے کا مدار ٹھرایا ہے)۔

اس حقیقت پر ابھی تک کم لوگوں کی نگاہ گئی ہے کہ نظام عالم کعبۃ اللہ اور اس کی دعوت و مقام سے وابستہ ہے، اس کو ہماری ظاہری نگاہیں نہیں دیکھ رہی ہیں، لیکن اہل بصیرت سمجھتے ہیں کہ جس طرح پہاڑوں کا وجود ملک اور زمین میں ایک استقرار و توازن پیدا کرتا ہے، اسی طریقہ سے اس سے ایک بالاتر نظام ہے، اور وہ نظام وابستہ ہے بیت اللہ سے، جب تک بیت اللہ قائم ہے، اور اس کا وہ پیغام زندہ ہے، اس وقت تک گویا نظام عالم قائم ہے۔

اس سرزمین کا اصل پیغام، اس سرزمین کا اصل تحفہ اور اس سرزمین کی اصل نعمت وہ چیز ہے جو ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے اور جس کے بغیر نہ معاش کا نظام درست ہوسکتا ہے، نہ معاد کا، یہ تو سب جانتے ہیں کہ معاد کا نظام تو درست ہی نہیں ہوسکتا، لیکن یہ کم لوگ جانتے ہیں کہ معاش کا نظام بھی درست نہیں ہوسکتا، اور جو لوگ محض معاشی مسئلہ پر قائم ہیں، اور ان کے افراد کا آپس کا تعلق معاشی ہے وہ ایک غیر فطری نظام کے ماتحت زندگی گزار رہے ہیں، جس کے ساتھ نہ اللہ کی مدد ہے نہ اللہ کی رحمت ہے، جتنے مسائل بھی اس وقت ان ملکوں میں اور ان ملکوں کے اثر سے دوسرے ملکوں میں پیدا ہو رہے ہیں وہ سب اسی کا نتیجہ ہیں کہ وہاں معاش معاد کے ساتھ مربوط نہیں ہے، اور زندگی کا وہ صحیح مقصد وہاں نہیں پایا جاتا جو خالق انسان نے انسان کے لیے متعین کیا ہے، وہ مقصد وہی ہے جس کا آیت ذیل میں تذکرہ ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ☆ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ☆ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ (الذاريات:۵۶-۵۸) (اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں، میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں، خدا ہی رزق دینے والا ہے زور آور اور مضبوط ہے)۔

یہ حقیقت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ہے اس لیے وہاں معاد کا معاملہ تو الگ رہا معاش بھی خطرہ میں ہے، وہاں وہ معاشی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں جن کا کوئی حل نہیں، وہاں ایک فرد دوسرے فرد کے مفاد سے، ایک جماعت کی ترقی دوسری جماعت کی ترقی سے، ایک حکومت کا نظام دوسری حکومت کے نظام سے ٹکرا رہا ہے، معاش معاش سے ٹکرا رہی ہے، بلکہ اس ملک کی معاش دوسرے ملکوں کی معاش کو خراب کرنے یا استحصال پر آمادہ کرتی ہے، اس ملک کی معاشی ترقی کا انحصار بھی دوسرے ملکوں کی معاشی ابتری اور بدنظمی پر موقوف ہے، اس لیے نہ صرف اس ملک میں مسائل پیدا ہو رہے ہیں بلکہ اس ملک کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں بھی نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور وہ معاش ان کے لیے وبال جان بن گئی ہے، یہ ایک ایسا مسئلہ لاینحل ہے جس کا حل ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، ان کے بڑے بڑے عقلاء و مفکرین سرگرداں و پریشان ہیں مگر راستہ نظر نہیں آتا۔

لیکن اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا جو گھر (کعبۃ اللہ) ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ﴾ میں (اس کے باوجود کہ عربی اردو دونوں سے واقف ہوں اور دونوں کا ذوق رکھتا ہوں) اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ "قیاماً للناس" کا صحیح ترجمہ نہیں کرسکتا، میں نے جو اردو کے تراجم دیکھے ہیں، میں اس سے بھی مطمئن نہیں ہوں کہ "قیاماً للناس" کا اردو میں صحیح

ترجمہ ہوا ہے لیکن میں اس کا مفہوم ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کی زندگی کا دارومدار بنایا ہے۔

یہ نظام عالم نہ حکومتوں سے مربوط ہے نہ تنظیمات سے نہ فوجی طاقت سے نہ اخلاقی فلسفوں اور تہذیبوں اور علمی مرکزوں سے مربوط ہے، نظام عالم جہاں تک ہماری نگاہیں نہیں پہنچ سکتی بیت اللہ شریف سے اور اس دعوت سے مربوط ہے جس کے لیے بیت اللہ قائم ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت یہی دعا مانگی تھی:

''اے اللہ! میں نے تیرے گھر کو اس لیے بنایا ہے کہ تیری توحید کی منادی کی جائے!'' تو نظام عالم مربوط ہے حرمین شریفین سے اور ان کی دعوت سے، وہ صحیح اعتقاد، صالح سیرت و اخلاق، انسانیت کے رشتے، اخوت و محبت، انسانیت کے احترام، انسانی جان و مال کا تحفظ اور ہر چیز میں خدا کو حاضر ناظر سمجھنے سے اصل میں نظام عالم قائم ہے، نظام عالم سائنس پر قائم نہیں ہے، ٹکنالوجی پر قائم نہیں ہے، سائنس و ٹکنالوجی نے بتایا کہ وہ نظام عالم کے لیے خطرہ ہیں، آج ایک منٹ میں پورا نظام عالم فنا ہوسکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نظام عالم قائم ہے ارادۂ الٰہی پر، نظام الٰہی قائم ہے ان اصولوں اور تعلیمات پر جن کو پیغمبر لے کر آئے، اور اس سب کا مرکز وہ دعوت، وہ مقاصد، وہ تعلیم، وہ مرکزیت ہے جس کے داعی اول سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور جس کے مجدد و خاتم اور مکمل و محافظ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور جن کی نمائندگی بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿جَعَلَ اللّٰہُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بیت اللہ الحرام بنایا، عزت کی جگہ بنائی، ''قیاماً للناس'' لوگوں کی زندگی کا دارومدار، اس کے اندر لوگوں کی معشیت، دنیا اور نسل انسانی کو برقرار رکھنے کا راز ہے۔

اس آیت سے ہندوستانی مسلمانوں پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، یہاں دینی حیثیت سے یہی ملت اسلامیہ بیت اللہ کی نمائندگی کرتی ہے، اگر یہ ملک خدانخواستہ مال کی بڑھی ہوئی محبت، انسانی کشی، مردم آزاری اور روز مرہ کے فسادات، خود غرضی اور بے ضمیری اور انسانیت کی قدر و قیمت نہ جاننے کی وجہ سے تباہ ہوا تو ہمارا دامن ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک، اس لیے کہ ہم انہیں نبی کی امت ہیں جن کو ''رحمة للعالمین'' کا لقب دیا گیا ہے: ﴿وما ارسلناك إلا رحمة للعالمين﴾ اور کہا گیا ہے کہ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (الأنفال:۳۳) (اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے، انہیں عذاب دیتا، اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے)۔

اس امت کی موجودگی میں بھی جو نبی رحمت سے نسبت رکھتی ہے اور ان کی تعلیمات کی حامل اور ان کی ساختہ پرداختہ ہے، کسی ملک کو تباہ نہیں ہونا چاہیے، اس کی ذمہ داری ہے یہ حقیقتیں زندہ رہیں، وہ ملک کے محافظ بنیں اور اس کو اجتماعی خودکشی اور خودسوزی سے بچائیں۔

۴۸ سال شفقتوں کے سائے میں

مؤلف: مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

☆ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی زندگی کے مختلف فکری و عملی زاویوں کا مفصل تذکرہ

☆ حضرت مولاناؒ کے فیض علم و ادب اور اخلاق و روحانیت کی روشن تصویر ☆ حضرت مولانا کی حکمت و تربیت کا ایک مرقع، اور ان کی پہلودار شخصیت میں ایک انسان کامل کا عظیم الشان نمونہ

یہ اور بہت سی دیگر معلومات سے آراستہ۔

صفحات: ۸۷۲، بہترین طباعت، خوبصورت سرورق

ناشر: مکتبہ فردوس، مکارم نگر، لکھنؤ

لکھنؤ کے سبھی مکتبوں میں دستیاب

رابطہ: 9839214572,9889336348

ناموس رسالت کی حفاظت کیجیے!

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

جب آدمی دلیل کے میدان میں شکست کھا جاتا ہے، اس وقت وہ ہٹ دھرمی پر اتر آتا ہے، جیسے ہمارے یہاں مثال مشہور ہے کہ ''کھسیانی بلی کھمبہ نوچے'' جب اس کو کہنے کے لیے کچھ نہیں ملتا تو وہ گالی گلوچ پر اتر آتا ہے اور سب وشتم کرنے لگتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو حضور ﷺ کے زمانہ میں اور بعد کے زمانہ میں قوت وشوکت عطا فرمائی تو جو لوگ اسلام کے آگے ہر طرح سے مغلوب ہوگئے تھے، دلیل سے بھی مغلوب اور قوت سے بھی مغلوب تو اس وقت وہ لوگ اوچھی حرکتوں پر اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے تھے اور برا بھلا کہنا شروع کر دیتے تھے۔

آج بھی جدید تہذیب اور جدید ثقافت کے دعویدار جنہوں نے اپنی تہذیب اور تمدن کا ڈھنڈورا پیٹا ہوا ہے، جنہوں نے یہ ڈھنڈورا پیٹا ہوا ہے کہ ہم انسانوں کے حقوق کے علمبردار ہیں، ان میں اور ان بدباطن کافروں میں آج ذرہ برابر فرق نہیں رہا۔ آج ان کے پاس بھی اسلام کے خلاف کوئی دلیل نہیں۔ دلیل کے میدان میں یہ شکست کھا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کی حقانیت ساری دنیا میں اپنا لوہا منوا رہی ہے، ان دشمنان اسلام کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرکے چاند پر تھوکنے کی کوششیں کریں، یہی وطیرہ آج انہوں نے اپنایا ہوا ہے۔

یہ درحقیقت ان کی پستی کی، ان کی شکست کی، ان کی مغلوبیت کی دلیل ہے کہ ان کے پاس دلیل کے میدان میں پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں رہا ہے، اس وجہ سے اپنا غصہ، اپنی حسد اور اپنی جلن کا مظاہرہ اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعہ کر رہے ہیں کہ کبھی معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنی شروع کر دیں، کبھی حضور اقدس ﷺ کے معاذ اللہ کارٹون بنانا شروع کر دیے۔

یہ ساری باتیں درحقیقت دلیل کے میدان میں شکست خوردگی کی علامت ہیں، جس کے پاس دلیل ہوتی ہے وہ کبھی گالی نہیں دیتا، وہ کبھی دوسروں کو طعنے نہیں دیتا، وہ دلیل سے بات کرتا ہے اور دلیل کے ذریعہ اپنی بات دوسروں کو سمجھاتا ہے، دلیل کے ذریعہ دوسروں کی بات کی تردید کرتا ہے، لیکن جس کے پاس دلیل نہیں ہوتی وہ ان اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے، دراصل یہ تو خود ان کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی دلیل کا کوئی جواب نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ اپنے غصے کی آگ کو ان اوچھے ہتھکنڈوں سے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں، چنانچہ یہ کر رہے ہیں، حقیقت میں یہ شکست خوردگی کا اعتراف ہے۔

دوسری طرف مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج بھی ہے کہ جو لوگ محمد عربی ﷺ کے نام لیوا ہیں اور جو حضور اقدس ﷺ کی محبت کے دعویدار ہیں، وہ ان اوچھے ہتھکنڈوں کے جواب میں کیا کرتے ہیں۔ یہ ایک چیلنج ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری امت مسلمہ کو غیرت ایمانی کے ساتھ اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیے کہ پوری امت مسلمہ اس بات کا مظاہرہ کرے کہ وہ اپنے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حرمت پر اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''لا یؤمن أحدکم حتیٰ أکون أحب إلیه من نفسه و والده و لده

و الناس أجمعين“ (کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک میں اس کو اپنی جان سے اپنے والدین سے، اپنی اولاد سے اور ساری دنیا کے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں)۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ارشاد سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! الحمدللہ! آپ مجھے اپنی والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، ساری دنیا کے انسانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں، لیکن مجھے شک ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مجھے اپنی جان زیادہ پیاری لگتی ہو، حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہیں سمجھ لوگے اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے، اس کے فوراً بعد ایک دم سے حضرت فاروق اعظمؓ میں انقلاب آگیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ”الآن“ اب مجھے یقین ہے کہ اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے اپنے قول وفعل سے اپنے عمل سے حضور اقدس ﷺ کی محبت وعشق کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم، کوئی ملت اپنے مقتدا، اپنے پیغمبر اور اپنے رہنما سے محبت کی ایسی مثالیں نہیں پیش کرسکتی۔ حضرت ابو محذورہؓ ایک صحابی ہیں، بچپن میں حضور اکرم اقدس ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ دیا تھا، اس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے ان کو ایمان کی توفیق عطا فرمادی تو جس جگہ پر حضور اقدس ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا، انہوں نے ساری زندگی اس جگہ سے بال نہیں کٹوائے کہ یہ وہ بال ہیں جن سے حضور اقدس ﷺ کا ہاتھ چھوا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے عشق ومحبت یہ حال تھا۔

آج یہ چھوٹی سی آزمائش ہے کہ تم ربیع الاول کے مہینہ میں عید میلاد النبی بھی مناتے ہو اور حضور اقدس ﷺ کی محبت کا دعوی بھی کرتے ہو، آج تمہارا یہ چھوٹا سا امتحان ہے کہ جو لوگ دریدہ دہنی کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی حرمت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں، ان کے بارے میں تمہارا رویہ کیا ہے؟ کیا پھر بھی تم ان کے ساتھ دوستی کا تعلق رکھو گے؟ کیا پھر بھی تم ان کو معاشی فوائد پہنچانے کی کوشش کروگے؟

حضور اقدس ﷺ ہماری تعریف وتقدیس سے بے نیاز ہیں ان کے بارے میں خود اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (ہم نے تمہارے تذکرہ کو بلند مقام عطا فرمایا ہے)، ایسا بلند مقام کہ چوبیس گھنٹہ میں کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرتا کہ دنیا میں کہیں نہ کہیں أشهد أنَّ محمداً رّسول الله کی صدا بلند نہ ہوتی ہو، ہر وقت اور ہر لمحہ حضور اقدس ﷺ کی رسالت کی گواہی بلند بانگ سے دی جارہی ہے۔ اللہ تعالی نے تو آپ کے ذکر کو اتنا بلند فرمایا کہ یہ لوگ ہزار بدگمانیاں کیا کریں لیکن کائنات کی ساری قوتیں حضور اقدس ﷺ کی عظمت اور تقدیس کے گیت گاتی ہیں اور آپ ﷺ پر درود بھیجتی ہے۔ اللہ جل شانہ ان پر رحمت بھیجتے ہیں، فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں، ان کو نہ ہمارے تمہارے درود کی حاجت ہے، ان کو نہ ہمارے اور تمہارے تعریف کی حاجت ہے اور نہ بد باطن لوگوں کی طرف سے کسی تعریف کی حاجت ہے، وہ ذات تو اس سے بلند وبرتر و بالا ہے ان تمام تعریفات سے بلند ہے ان کو تو پیدائش کے وقت اللہ تعالی نے ”محمد“ قرار دیا یعنی جس کی تعریف کی گئی ہے، جس کی تعریف زمین وآسمان میں ہے، جس کی تعریف فرشتوں میں ہے، جس کی تعریف کائنات میں ہے اس ذات کو آپ کی اور ہماری تعریف کی حاجت نہیں، لیکن یہ ایک مسلمان کی خوش بختی ہوگی کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کی تقدیس اور آپ ﷺ کی حرمت کو برقرار رکھنے کے لئے وہ ایسا اقدام کرے جس سے ان بد باطنوں کو نقصان پہنچائے، کم سے کم اتنا تو ہو کہ ان کو پیسے کی چوٹ لگے، ایک مرتبہ ان کو پتا چلے کہ الحمدللہ مسلمانوں کی غیرت ابھی سوئی نہیں ہے، انشاء اللہ کم از کم حضور اقدس ﷺ سے محبت کرنے والوں میں تمہارا نام لکھا جائے گا۔

آزادی رائے پر دو موقف

مولانا سید محمد واضح رشید ندوی

ایک بیہودہ شخص کا ایک بیہودہ فلم بنانا آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا کوئی پہلا واقعہ نہیں، گستاخی کی یہ مذموم کوششیں پہلے بھی کی جا چکی ہیں، اور شائد آئندہ بھی ہوتی رہیں۔

وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمینؐ کا خطاب عطا فرمایا ہو، اور جس کی رحمۃ للعالمینی کا اعتراف اپنوں ہی نے نہیں دشمنوں تک نے کیا ہو، جس ذات کو منکرین رسالت نے الصادق الامین کے لقب سے پکارا ہو، عدل وانصاف کے لیے جس کا دروازہ دوست ودشمن دونوں کے لیے یکساں کھلا رہتا ہو، حضرت عیسیٰ وحضرت موسیٰ علیہما السلام نے جس کی بعثت کی بشارت دی ہو، توریت وانجیل نے جس پر ایمان لانے کی تلقین کی ہو، اور پھر اس دور کے ایک معتبر ومعروف عیسائی قلمکار نے سو منتخب ترین لوگوں کی فہرست میں جس ذات گرامی کو سب سے اوپر جگہ دی ہو، افسوس صد افسوس کہ اسی ذات عالی مقام پر زبان درازی کی جرأت اب بڑھتے بڑھتے فلم سازی کی حد تک جا پہنچی ہے۔

گستاخی کی ان کڑیوں کو اگر جوڑا جائے تو اس کی پہلی کڑی ہم کو اس دور میں پہنچا دیتی ہے جو دور آپ کی بعثت کا ہے، یہودیوں کا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا اور اپنی زبان کو توڑ مروڑ کر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو دوہرا مفہوم رکھتے تھے، ایک معنی ان کے اگر اچھے نکلتے تھے تو دوسرے معنی ان کے برے، قرآن کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں، یہاں پر اس کا ذکر بھی بے ادبی ہے۔

پھر اس بدزبانی اور بے ادبی کا سلسلہ کچھ عرصہ کے لیے رک جاتا ہے، مکہ فتح ہوتا ہے، اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آتا ہے، دشمنان اسلام کی زبانوں پر تالے لگ جاتے ہیں، لیکن یہ تالے پھر کھلتے ہیں، اور حیرت ہے اس وقت کھلتے ہیں کہ جب یورپ نے مسلم حکماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، ان کی کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا، اور اسی استفادہ کے نتیجہ میں وہ اس تاریکی سے نکلنے میں کامیاب ہوا جس تاریکی میں وہ ایک ہزار سال سے ڈوبا ہوا تھا، **Robert Briffault** اپنی کتاب **The Making of Humanity** میں لکھتا ہے ''یورپ کی ترقی میں اسلامی تہذیب کا بڑا حصہ اور اس کے انمٹ نقوش ہیں'' وہ لکھتا ہے: علوم طبیعیہ نے (جس کا سہرا عربوں کے سر بندھتا ہے) یورپ کو صرف نئی زندگی ہی نہیں دی، بلکہ اسلامی تہذیب نے یورپ کی بیداری میں بڑا کردار ادا کیا ہے''۔

لیکن یورپ نے اپنے فطری مزاج کے مطابق اس نعمت بیش بہا پر (جو اس کی بیداری کا سبب بنی تھی) تشکر اور امتنان کے جذبات کے اظہار کے بجائے منفی پہلو اپنایا، کیونکہ اس پر صلیبی روح غالب تھی، اور سیاسی اغراض ومقاصد نے اس کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، چنانچہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن بن کر سامنے آیا اور یہ اسلام دشمنی نتیجہ تھی اس پستی کا جس سے یورپ ایک ہزار سال سے دوچار تھا، اور یہی اسلام دشمنی نتیجہ تھی اس خوف کا جو اسلامی فتوحات کے دور میں یورپ کے دل میں مسلم حکمرانوں کی طرف سے بیٹھا ہوا تھا، پھر یہی خوف نتیجہ بنا اس بات کا کہ یورپ نے اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے کی تدبیریں کیں، اور مسلمانوں کی مقدس جگہوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کرنے کی ناپاک کوشش کی، ان سامراج کے علمبرداروں نے اسلامی ممالک میں اپنے سامراجی دور میں اپنے تمام علمی، سیاسی اور اقتصادی حربے مسلمانوں کی طاقت کو توڑنے اور ان کے اندر

شکست خوردگی کا احساس پیدا کرنے اور ان کے اتحاد کو افتراق میں بدلنے کے لیے استعمال کیے، مسلمانوں میں اس طرح کے احساسات پیدا کرنے کے لیے انہوں نے کتابوں کے ساتھ تعلیم، تربیت، علم اور میڈیا کو اپنا ذریعہ بنایا، اور ساتھ ساتھ مسلمانوں کے غصہ کو بھڑکانے، ان کو وقتی جوش دلانے، اور ان کے ایمان کو جانچنے کے لیے انہوں نے فنی طریقے بھی اختیار کیے، خاص طور پر انہوں نے فلموں کو اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے استعمال کیا، اور مغربی فلموں نے اسلام اور مسلمانوں کی غلط تصویر پیش کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا، ایک فلم کا نام ہے ''رقصة المحجبات السبع'' یہ فلم مسلمانوں کے صرف منفی پہلو کو اجاگر کرتی ہے، اور فلم Hollywood کی ہے۔

۱۹۲۱ء میں ایک دوسری فلم ریلیز ہوتی ہے جس کا نام ''The Sheik'' ہے، ۱۹۲۴ء میں ''مقهى'' نامی فلم تیار ہوتی ہے، ۱۹۲۸ء میں ''عروس الصحراء'' کے نام سے ایک فلم ریلیز ہوتی ہے، یہ تمام فلمیں وہ فلمیں ہیں جن میں عربوں کی غلط تصویر پیش کی گئی ہے، ان کو تشدد پسند دکھایا گیا ہے، رقص وسرور کا دلدادہ اور عورتوں کو کڈنیپ (Kidnap) کرنے والا بتایا گیا ہے، اس طرح کی فلموں کی تعداد ۸۷ر تک پہنچتی ہے۔

۱۹۶۲ء میں ایک فلم ''العنقا'' نام کی ریلیز ہوئی، اس میں مسلمانوں کو بے ضمیر دکھلایا گیا ہے، فلم کی کہانی کچھ اس طرح ہے کہ لیبیا کے صحراء میں ایک جہاز گرتا ہے، جہاز کا پائلٹ اور مسافر عرب قافلہ سے مدد طلب کرتے ہیں، لیکن مسلمان بجائے مدد کرنے کے ان مسافرین کو لوٹ لیتے ہیں، اور پائلٹ کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیتے ہیں۔

۱۹۶۶ء کو ایک دوسری فلم ''الخروج'' نامی ریلیز ہوئی، اس کی کہانی ایک ۱۵ سالہ اسرائیلی دوشیزہ کے ارد گرد گھومتی ہے، جو عرب نژاد ایک مسلمان کے ہاتھوں بے دردی سے ماردی جاتی ہے۔

۱۹۶۶ء ہی میں اسی طرح ''Cast Elegant Shadow'' نامی فلم ریلیز ہوئی تھی، جس میں یہ دکھایا گیا کہ عرب ایک اسرائیلی دوشیزہ کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو سامنے رکھ کر کس طرح خوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۱۹۷۳ء میں عربوں کے تیل کے ذخیرہ کے مالک ہونے کے بعد جین فونڈا (Jane Fonda) نامی عورت جس نے ویتنام کی جنگ کا انکار کیا ہے، اور ''Roll Over'' نامی فلم میں ہیروئن کا کردار ادا کیا ہے، اس فلم میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عرب مذہبی معاملات میں بہت تنگ نظر ہیں، اور عورت کے سخت دشمن ہیں، اور وہ یورپی تہذیب کو ڈھا دینے پر کمر بستہ ہیں۔

۱۹۷۵ء میں ''The One and the Eleven'' نامی فلم ریلیز ہوئی، اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربوں نے ایک خاتون کو اغوا کر لیا، اور امریکی صدر سے فدیہ کی رقم کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

۱۹۷۷ء میں ''Network'' نامی فلم جو ریلیز ہوئی تھی اس میں دکھایا گیا کہ عرب امریکہ پر قبضہ کر چکے ہیں، اور بہت تنگ نظری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

۱۹۷۷ء میں ''الاحد الاسود'' نامی فلم ریلیز ہوئی، اس میں دہشت گردی کو موضوع بنایا گیا، اور اس کی نسبت مسلمانوں کی طرف کی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کچھ مسلمان ایک پارک میں فٹ بال کھیلنے گئے کچھ بچوں کے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں، لیکن اسرائیلی پولیس افسر نے ان کے اس منصوبے کو ناکام کر دیا، اور ان بچوں کو ان کے شر سے بچا لیا۔

۱۹۸۲ء میں ریلیز ہونے والی فلم ''Wrong is Right'' میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک عرب بادشاہ دو نیوکلیائی بم انقلابیوں کے حوالہ کرتا ہے تاکہ وہ اس کو اسرائیل اور نیویارک میں گرادیں، لیکن امریکی صدران کی سازش کو ناکام کر دیتا ہے۔

۱۹۸۲ء ریلیز ہونے والی ''Desert'' نامی فلم میں یہ دکھایا گیا کہ ایک شیخ نے ایک دوشیزہ پر جادو کیا اور پھر اس کو اغوا کر لیا۔

Hollywood نے مسلمانوں کو غاصب، انتہا پسند اور تمام برائیوں کی جڑ دکھایا ہے، اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ دنیا

میں تخریب کاری کا مشن لے کر آئے ہیں، اس پروپیگنڈہ میں اس کا ساتھ صرف میڈیا اور فلم انڈسٹری نے ہی نہیں بلکہ ٹیلی ویژن نے بھی دیا۔

"الطریق الی الجنة" نامی فلم میں ہیرو کو جو امریکا کی خفیہ ایجنسی کا ایک افسر ہے اس کو عالمی تجارتی مرکز پر حملہ کے موقع پر حملہ کا مجرم مسلمانوں کو قرار دیتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ یہ عرب شیخ اور ان کے معاونین ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان ہیں، اور ہم کو ہلاک کر کے ہی وہ جنت میں داخل ہو سکتے ہیں، پھر وہ افسر مسلمانوں کو مغلظات بکنے لگتا ہے، اور فلم کے اختتام میں یہ عرب شیخ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں، تلاوت کے بعد وہ یہ کہتے ہیں "دھاکوں کا انتظار کرو۔

"**Jihad in America**" نامی فلم میں یہ دکھایا گیا ہے کہ دنیا میں پیش آنے والے حادثات اور دنیا پر منڈلاتے خطرات کے بادل کے ذمہ دار صرف یہی عرب ہیں۔

Hollywood نے اپنی فلم "الحصار" میں (جس کی بڑے پیمانے پر تشہیر کی گئی) یہ دکھایا کہ عربوں کی فطرت ہی میں دہشت گردی کا عنصر شامل ہے، قتل وغارت گری ان کے خون میں داخل ہے، تشدد اور انتہا پسندی ان کی موروثی صفات ہیں، وہ جانباز امریکی فوجیوں کی ہمت اور شجاعت کی وجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں۔

"الاسلام والسیف" نامی فلم میں (جس کو امریکا میں ۵ سال تک پردہ پر دکھایا جاتا رہا) یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلام دہشت گردی اور قتل وغارت گری کی تعلیم دیتا ہے، وہ تہذیب وتمدن اور ترقی کا دشمن ہے، اسی فلم میں مسلمانوں کی جانب سے قتل وغارت گری کے کچھ نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ بحوالہ (نحن والآخر)

مغربی میڈیا مسلمانوں کے غصہ کا سبب بننے والے محرکات پر غور کرنے کے بجائے اور اس طرح کی مذموم حرکت کرنے والوں کو کلین چٹ دیتے ہوئے سارا قصور مسلمانوں کے سر تھوپ دیتا ہے، مغربی میڈیا نے اور یورپی ممالک کے حکمرانوں نے مسلمانوں کی جوابی کاروائی کو دہشت گردی اور تشدد پسندی سے تعبیر کیا ہے۔

مہذب، باادب، اور بااخلاق لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس طرح کے واقعات کے رونما ہونے پر فوراً اس کے خلاف آواز اٹھائیں، مجرموں کی گرفتاری کو یقینی بنائیں، اور اس طرح کے واقعات پھر رونما نہ ہوں اس کے لیے سنجیدہ اقدامات کیے جائیں اور عملی تدابیر اختیار کی جائیں۔

یورپ اور پوری دنیا جانتی ہے کہ مسلمان اپنے نبی کریم ﷺ سے کتنی محبت کرتے ہیں، وہ اپنی جانیں آپ ﷺ کے دفاع میں قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں، یہی ان کے ایمان کی علامت اور ان کے سچے مسلمان ہونے کی پہچان ہے، مسلمانوں نے بارہا اس کا مظاہرہ بھی کیا ہے، جب جب آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی مذموم کوشش کی گئی، مسلمانوں نے خوشی خوشی اپنی قربانی پیش کردی۔

تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جو آپ ﷺ کے تعلق سے مسلمانوں کی غیرت، حمیت اور محبت کو جانچ سکے، مسلمان اپنے نبی ﷺ کی آبرو پر ہر وقت جان دینے کے لیے تیار رہتے ہیں، اور پورا یورپ یہ بھی جانتا ہے کہ اس طرح کی ناپاک کوششوں پر کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں، کتنے انسان موت کا لقمہ بن جاتے ہیں، پھر بھی یورپ بار بار یہ عمل دہراتا رہتا ہے، میڈیا کو اپنے اغراض کے لیے استعمال کرتا رہتا ہے، میڈیا بھی اپنے مقصد سے بے پرواہ، اور اپنی ذمہ داری سے غافل ہو کر غلط ہاتھوں استعمال ہوتا رہتا ہے، یقیناً میڈیا آزادی رائے کے معنی بھول چکا ہے۔

کیا زبان درازی کرنا، بلند اقدار پر کیچڑ اچھالنا، عقائد کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کرنا، مقدس جگہوں کی بے حرمتی

کرنا یہی آزادی رائے کا مطلب ہے؟ کیا یہی مغربی تہذیب کی علامت ہے؟ اس طرح کی یورش کرنے والی تحریکوں کا ظہور پزیر ہونا خلاف عقل نہیں ہے، اس لیے کہ ہر معاشرہ میں اچھے برے دونوں طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں، گالی دینے والے بھی ہیں اور محبت بانٹنے والے بھی، اور مثل مشہور ہے ''برتن سے وہی چیز چھلکتی ہے، جو اس کے اندر ہوتی ہے'' ہم کسی کو بھی گمراہ کن اور حاسدانہ خیالات کو باہر لانے سے نہیں روک سکتے، لیکن جس معاشرہ میں یہ واقعات رونما ہوں اس معاشرہ کے ہر شریف شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے قول سے اور عمل سے اس پر نکیر کرے، اور اپنی براءت ظاہر کرے۔

افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اس طرح کی گندی اور ناپاک کوششیں بار بار ہو رہی ہیں، اور ان پر کوئی نکیل نہیں کسی جا رہی ہے، بلکہ ان کو آزادی رائے کی آڑ میں جواز کا درجہ دے دیا گیا ہے، جب کہ اندرونی معاملات میں آزادی رائے کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔

ابھی حال ہی میں کی گئی ناپاک اور مذموم حرکت پر مسلمان بھڑک اٹھے، انہوں نے اپنے غصہ کا اظہار بھی کیا، احتجاج بھی کیا، بڑے پیمانے پر کیا، مگر امن کا دامن تھامے رہے، کیوں کہ وہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جس کی رحمت سب پر یکساں ہے، اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت میں اپنے اور پرائے میں کوئی تفریق نہیں ہے، وہ اس قرآن کے ماننے والے ہیں جس میں رحمدلی پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، جس قرآن میں مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ پر کاربند رہیں، وہ اس قرآن کے ماننے والے ہیں جس میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (البقرۃ:۱۳۶) (اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی، اور جو چیز ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب علیہم السلام اور ان کے اولاد پر اتاری گئی، اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں)۔

تمام مسلمانوں کا عالمی طاقتوں سے یہ مطالبہ ہے کہ اس طرح کے واقعات کی روک تھام کے لیے قانون بنایا جائے، عالم اسلامی کے حکمرانوں نے بھی اقوام متحدہ سے یہی مطالبہ کیا ہے، ماضی میں بھی مسلمان اس طرح کے مطالبات کر چکے ہیں، لیکن مغربی ممالک نے ان مطالبات کو سنجیدگی سے نہیں لیا، اور اس بار بھی اس مطالبہ کو عالمی طاقتوں کی تائید نہیں ملی، اس لیے کہ اس طرح کی بدزبانیاں وہی لوگ کر رہے ہیں جن کا دنیا پر تسلط ہے، میڈیا ان کے کنٹرول میں ہے، اور بدزبانی کا نشانہ صرف مسلمان ہی بنتے ہیں، جب کہ مسلمان تمام ادیان کا احترام کرتے ہیں، اور دیگر ادیان کے ماننے والوں اور ان کے پیغمبروں کی پوری عزت کرتے ہیں، اور تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کسی مسلمان نے کسی دین یا کسی مقدس ہستی کی شان میں گستاخی کی کوشش نہیں کی۔

۵۶/اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے اس طرح کے قانون بنائے جانے کے لیے اقوام متحدہ کو قرارداد بھیجی ہے، جس میں انہوں نے صرف اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے لیے قانون بنائے جانے کی وکالت نہیں کی ہے، بلکہ تمام مذاہب اور ان کے ماننے والوں اور ان کی مقدس ہستیوں کے احترام کے لیے قانون بنائے جانے پر زور دیا ہے۔

اس سلسلہ میں عالمی قانون بنائے جانے کی سخت ضرورت ہے تاکہ ہر انسان امن اور آزادی کے ساتھ بے خوف وخطر زندگی گذار سکے، اور اپنے ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

ترجمہ: سید خلیل حسنی ندوی

مولانا شمس الحق ندوی

قربانی

اسلام کا سارا ڈھانچہ قربانی وایثار پر قائم ہے

گردشِ لیل ونہار نے اپنی گردش کا ایک سال اور پورا کرلیا۔ ٹھیک ایک سال قبل جس طرح بھیڑ، بکری، اونٹ اور کہیں گائے اور بھینس کی قربانی مسلسل تین دن تک کی جاتی رہی اور سنت ابراہیمی کی یاد منائی جاتی رہی، اسی طرح اس سال بھی منائی جائے گی، مسلمان قربانی کریں گے دعوتیں ہوں گی کھائیں گے، کھلائیں گے، تین دن تک ایک جشن کا سا عالم ہوگا اور ہونا بھی چاہیے کہ یہ ایک ایسی قربانی کی یادگار ہے جس سے زمین وآسمان پر سکتہ طاری ہوگیا تھا، یعنی ایک باپ نے اپنے رب، خالق کون ومکان کے حکم کی تعمیل میں اپنے جگر گوشے کی گردن پر چھری چلادی تھی۔

نہ باپ سے بیٹے کو ذبح کرانا مقصود تھا اور نہ ہی اس سے آقا کی شان بڑھتی تھی، بلکہ مقصود یہ امتحان وآزمائش تھی کہ بندہ پر محبت پدرانہ فتح پاتی ہے، یا اپنے مالک وخالق کے حکم کی تعمیل کا جذبہ غالب آتا ہے، اگر اپنے جگر گوشہ کی گردن پر چھری چل گئی تو پھر ہر خواہش اور ہوا وہوس پر آقا کے حکم کو غالب رکھنا اور اس کے سامنے جھکنا آسان ہوگا، توفیق خداوندی نے ساتھ دیا، اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھ کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہ اسوۂ اور نمونہ پیش کردیا کہ جب سب کچھ آقا ہی کا ہے تو بیٹے کی قربانی پیش کردینے میں کیا باک اور جب بیٹے کی قربانی دی جاسکتی ہے تو پھر اپنی کواہشات، مال ومتاع، حتیٰ کی اپنی انا کی قربانی پیش کرنا کیا مشکل؟ یہ ہے قربانی کی اصل روح جس پر اسلام کے پُرشکوہ محل کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

قربانی کا لفظ جتنی بار ہماری زبان پر آتا ہے، اتنا شاید ہی کسی اور لفظ کو دہرایا جاتا ہو لیکن آج ہمارے اندر قربانی کی جتنی کمی ہے اتنی شاید کبھی رہی ہو، خود اسلام کے معنی بھی تو اپنا سب کچھ خدا کے تابع فرمان کردینے کے ہیں، مگر ہم زندگی کے ہر شعبہ مین قربانی سے پہلو تہی کرتے ہیں جب تک کوئی بھی کام ہمارے منشاء مرضی کے مطابق نہ ہو، ہم اس میں شریک ہونے سے کتراتے ہیں، بلکہ بسا اوقات اس کی مخالفت اور مخالفت سے بڑھ کر اس کے ساتھ عناد کا معاملہ کرتے ہیں چاہے ہمارے اس رویہ سے اسلام ومسلمانوں کو کتنا ہی زبردست نقصان پہنچ رہا ہو۔

دین وملت کے مفاد میں اپنی رائے سے تنازل بھی قربانی ہے، شعائر اسلام پر کاربند رہنا بھی قربانی ہے، اسلام اور مسلمانوں کے لیے درپیش خطرات کے مقابلہ کی تگ ودو بھی قربانی ہے اپنے فرض منصبی کی ادائیگی بھی قربانی ہے ان تمام احکامات واصولوں کی پابندی بھی قربانی ہے جو قرآن وحدیث مین مسلمانوں کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔

اب ہم ذرا اپنی قربانی پر غور کریں اور اپنی زندگی کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایک بکرے کی قربانی نے ہم کو تمام قربانیوں سے چھٹی دے دی ہو، اگر ہم اپنی زندگی کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہم قربانی کی اصل روح اور حقیقت سے بہت دور ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ گھروں اور خاندانوں سے لے کر جماعتوں اور مکاتب فکر اور اداروں اور انجمنوں تک میں انتشار بپا ہے، اور وہ اسلام جس کا ڈھانچہ سراسر ایثار وقربانی پر قائم ہوتا ہے اس کا ایک ایک جوڑ ڈھیلا ہو رہا ہے، حتیٰ کہ ہمارے وہ ممالک جن کو اس وقت کی تیرہ وتاریک دنیا میں جو زمانۂ جاہلیت کو بھی مات کیے دے رہی ہے، اسلام کی نمائندگی کا رول ادا کرنا چاہیے تھا، قربانی کی روح سے خالی ہونے کے سبب دوسروں کے خوشہ چیں ہوکر رہ گئے۔

عید الاضحیٰ میں جانور اس لیے نہیں ذبح کیے جاتے کہ خدا کی زمین خون سے لالہ زار ہوجائے بلکہ یہ قربانی کسی بلند مقصد کے لیے کی جاتی ہے .....

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

مولانا اسرار الحق قاسمی

اسلام میں قربانی کی اہمیت وافضلیت

"قربانی" ایک ایسا عظیم اور معنی خیز لفظ ہے جس کے زبان پر آتے ہی خانوادہ ابراہیمی اور انبیاء کرام علیھم السلام کی قربانیوں کی مکمل تاریخ آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے، جس جس طریقے سے ان کو آزمایا گیا ہو، جن جن چیزوں سے ان کی آزمائش کی گئی ہو وہ ساری داستان پارینہ چاہیے بادشاہ وقت نمرود کی ظلم وزیادتی ہو، بت گر اور بت فروش آزر سے مناظرہ و مباحثہ ہو، فرعون زماں کے ساتھ پنجہ آزمائی ہو، خلیل اللہ حضرت اسماعیلؑ کی قربانی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحرانوری یا خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا سفر طائف اور شعب ابی طالب کی دشوار گذار زندگی، عبرت و موعظت کی یہ ساری داستان "قربانی" کے دامن میں سمٹ گئی ہے، اگر ان واقعات و حادثات اور ابتلاء و آزمائش کی تاریخ پڑھنا چاہیں تو لفظ "قربانی" کی معنویت پر غور کرنا ہوگا اور اس تاریخ ساز قربانی کو زندہ کرنا ہوگا، بقول شاعر؎

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ان قربانیون کے اندر روح کو تڑپانے اور قلب کو گرمانے کا سامان، دنیا کو چھوڑ کر عقبیٰ کی تلاش اور فانی کو بھول کر باقی کو یاد رکھنے کا سبق موجود ہے، جسے ہم لفظ "قربانی" کے اندر دیکھ سکتے ہیں اور محسوس کر سکتے ہیں۔ دنیا جو کہ فانی اور ختم ہوجانے والی ہے، اس کی ہر خوشی اور ہر کامیابی ایثار وقربانی کی مرہون منت ہے۔ محوفرحت وانبساط کا کوئی لمحہ اور خوشی ومسرت کی کوئی گھڑی قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، ایک بچہ جب اس دنیا کے اندر قدم رکھتا ہے تو اس کے اہل خانہ خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں، ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے، دوستوں اور رشتہ داروں میں شیرینی تقسیم کرتے ہیں، جب کہ دوسری طرف بچہ رورہا ہوتا ہے، چیختا اور چلاتا ہے، اس کی ماں درد سے کراہتی اور بے چین و مضطرب رہتی ہے، ایسے ہی ایک عورت جب سج دھج کر سسرال پہنچتی ہے تو اسے ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوتی ہیں، ہر چہرہ پر مسرت کے آثار ہوتے ہیں، جب کہ دوسری طرف ایک خاندان سوگوار ہوتا ہے، والدین بھائی بہن اور عزیز واقارب سبھی ہی غمزدہ ہوتے ہیں، یہ اور اس طرح کی بہت ساری خوشیاں جو بظاہر خوشی معلوم ہوتی ہیں، لیکن اس کے پیچھے قربانیوں کا ایک طویل سلسلہ کارفرما ہوتا ہے، جس کے نتیجہ میں یہ خوشیاں وجود میں آتی ہیں۔

والدین اپنے بچوں کے لیے، عورت شوہر کے لیے، خادم آقا کے لیے اور بچہ اپنے بوڑھے اور ضعیف والدین کے لیے مختلف قسم کی صعوبتوں اور پریشانیوں کو برداشت کرکے عیش اور راحت کا سامان فراہم کرتے ہیں، تو جس طرح سے ماں اپنے بچوں کے لیے اور بیوی شوہر کے لیے ہر تکلیف اور ہر رنج کو سہتی ہے اور برداشت کرتی ہے تاکہ انہیں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور انہیں سکون وآرام مل سکے، ٹھیک اسی طرح انبیاء کرام کی زندگی جو ابتلاء وآزمائش سے بھرپور ہوتی ہے، محض اسی لیے کہ وہ اپنی امت کو دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی اور ناکامی ونامرادی اور آخرت کے دردناک عذاب سے بچاسکیں۔

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا﴾ (آل عمران: ۱۰۳) (اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل وکرم سے

تم بھائی بھائی بن گئے تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بچالیا)۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اسی لیے ہوا کرتی تھی کہ وہ بھٹکی ہوئی امت کو سیدھا راستہ دکھائیں اور لوگوں کو مختلف خداؤں کے بجائے خدائے وحدہ لاشریک کے در پر جھکنا سکھائیں، اس فریضہ کی ادائیگی میں انہیں ابتلا و آزمائش کی ہر منزل سے گذرنا پڑا اور انہوں نے یہ ساری تکلیفیں ہنسی خوشی گذار دیں، کبھی نمرود کی دہکتی ہوئی آگ کا سامنا، تو کبھی فرعون کے لشکر جرار سے نبرد آزما ہوئے، شعب ابی طالب مین قید و بند کی زندگی گذاری تو کبھی طائف کی گلیوں میں ان پر پتھر برسائے گئے، تاریخ کے صفحات اس بات پر شاہد ہیں کہ دنیا کی سخت سے سخت مخالفت کے باوجود کامیابی ہمیشہ حق اور حق پرستوں کی ہی ہوئی ہے، اور انبیاء کی قربانیاں کبھی بھی ضائع نہیں ہوئی ہیں۔

تاریخ کی انہی عظیم قربانیوں میں سے ایک قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے، جب وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو خدائے بزرگ و برتر کی رضا و خوشنودی کے لیے ذبح کرنے کے لیے لے گئے اور آپ نے ان کے گلے پر چھری بھی چلادی، مگر نہ چھری چلی اور نہ اس کو چلنا تھا۔ اس لیے کہ مقصد تو صرف امتحان لینا تھا، ان کو آزمانا تھا، سو آزمایا جاچکا تھا، آسمان سے ندا آئی: ﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ﴾ (الصافات:۱۰۷) (اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیہ مین دے کر اس بچے کو چھڑالیا)

اللہ رب العزت نے انسانوں کو حیات مستعار عطا کی ہے، اس کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ وہ ابتلاء و آزمائش کی بھٹی سے گذرے تاکہ اس کے اچھے برے کو پرکھا جائے اور دیکھا جائے کہ ان میں سے عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے؟

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملك: ۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہر طرح کی آزائش اور امتحان سے گذارا گیا اور نہ صرف آپ بلکہ آپ کے ساتھ آپ کے اہل خانہ حضرت ہاجرہ اور صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہما السلام بھی آزمائے گئے اور سب سے مکمل صبر و تحمل کے ساتھ ان مشکل ترین حالات کا سامنا کیا، یہاں تک کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کو اطمینان و یقین دلاتے ہوئے فرمایا:

﴿قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾ (الصافات:۱۰۲) (حضرت اسماعیل نے کہا: اباجان جو کچھ آپ کو حکم دیا جارہا ہے اسے کر ڈالیے آپ ان شاءاللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے)

باپ اور بیٹے کی یہ قربانی بارگاہ ایزدی میں اس قدر قبول و محبوب ہوئی کہ اس کو بطور نشانی کے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے باقی رکھا، تاکہ انسان ان اولوالعزم پیغمبروں کی قربانی سے سبق لیں اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہر طرح کی دشواریوں اور مشکلوں سے گذر جانے کا جذبہ اور حوصلہ پیدا کرنا سیکھیں۔

آج انسانیت بے حیائی، فحاشی اور ظلم و ستم کے جس دہانے پر کھڑی ہے، وہاں سے اس کا لوٹنا بہت ہی مشکل ہے، آج نہ تو کسی عزت دار کی عزت محفوظ ہے، نہ کسی سرمایہ دار کی دولت، نہ یتیموں کا مال محفوظ ہے، اور نہ بیواؤں کی عفت و عصمت، بے حیائی گھر گھر ناچ رہی ہے، عریانیت ہر در پر دستک دے رہی ہے، اس کریہہ اور گھناؤنے منظر سے روح انسانی تڑپ رہی ہے، ہر روز ہوس کے بازار میں عزت و ناموس کی نیلامی ہوتی ہے، ایمان و اخلاق کے نام پر بے ایمانی، کفر و الحاد، وفا کے نام پر بدعہدی اور خلاف ورزی یہ سب روز و شبینہ کا معمول بن گیا ہے، آج زمانے کو پھر اگر کسی دور ابراہیمی، نوید مسیحا اور دعوت محمدی کی تلاش ہے، انہیں قربانیوں کی ضرورت ہے، جیسے انبیاء کرام **علیہم السلام** نے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے پیش کی تھیں، جس طرح سے خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ نے طائف کی گلیوں میں پتھر کھائے تھے، احد کے میدان میں آپ ﷺ پر نیزہ و خنجر آزمائے گئے تھے، آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے، آپ ﷺ کے اوپر خانۂ خدا میں گندگیوں کا ڈھیر ڈالا گیا تھا، آپ ﷺ کے صحابہ کو سخت سزائیں

دی گئی تھیں، ان کو سخت دھوپ میں پتھروں پر لٹایا گیا تھا، ان کے سینوں پر پتھر رکھے گئے تھے، گھر سے بے گھر کیا گیا تھا، اور تیرو نشتر کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

آج پھر اسی ابراہیمی ایمان اور اسماعیلی قربانی کی ضرورت ہے، ایمان کی بقاء، ماؤں اور بہنوں کی عزت وناموس کی حفاظت، انسانی ہمدردی، اخوت، بھائی چارگی، غریبوں سے انس، یتیموں سے محبت، بیواؤں کی کفالت، یہ سب چیزیں ہم سے تقاضہ کرتی ہیں کہ ہم اپنے عیش وآرام، راحت وسکون کو ٹھکرا کر اپنے گھروں اور خانقاہوں سے باہر نکل کر منبر ومحراب سے اتر کر انسانیت کی چوکھٹ پر قدم رکھیں، جہاں انسانیت دم توڑ رہی ہے، اس کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ بنایا جا رہا ہے، جہاں عریانیت کا ننگا ناچ ہو رہا ہے، عورتوں کو **Modernity** اور **Development** کے نام پر بازاروں اور قحبہ خانوں میں سر عام نیلام کیا جا رہا ہے، بھائی بہن، ماں باپ اور بہو بیٹیوں کے رشتے مجروح ہو کر رہ گئے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ عید الاضحیٰ کے اس مبارک موقع پر ہم اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو یاد کریں اور خدا کے پیغام کو بندگان خدا تک پہنچانے کا عزم اور ارادہ کریں، انسانیت کا کھویا ہوا وقار اس کی لٹی ہوئی متاع عزت نفس دوبارہ ان تک پہنچانے کی کوشش کریں اور اس بات کا عہد کریں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ہم ہر طرح کی قربانی پیش کر کے اپنی معاشی، معاشرتی، دینی اخلاقی، تہذیبی اور تمدنی، انفرادی اور اجتماعی ہر طرح کی زندگی کو کامیاب اور بہتر بنائیں گے اور اس عہد کو پورا کریں۔

﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الإنعام: ١٦٢) (میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے)۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی خدمت کے لیے قبول کرے اور دین پر چلنا آسان کردے۔ آمین!

بقیہ: قربانی-اسلام کا سارا ڈھانچہ قربانی وایثار پر قائم ہے

...اونچا مطمح نظر سامنے ہوتا ہے اور یہ پاکیزہ مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنے اندر جاری وساری کرنا ہوتا ہے جس کے ذریعہ نفس کو رذالت کی آلائشوں سے پاک کیا جاتا ہے تاکہ پاکیزہ قدریں ابھریں، دل میں فداکاری اور جاں نثاری کا جذبہ پیدا ہو، علم وہنر میں ضرب کلیمانہ کی شان پیدا ہو اور وہ کام جو مشکل و دشوار معلوم ہوتے ہیں، قربانی اس کو آسان کردے، یہ ہے عید الاضحیٰ میں جانوروں کی قربانی کی اصل روح، اسی لیے قربانی کرنے والا، جانور کی گردن پر چھری چلانے سے پہلے اپنے رب کے سامنے اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے: ”میں نے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا رخ ٹھیک خدا کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت سب رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں مسلم اور فرمانبردار ہوں۔ خدایا! یہ تیرے ہی حضور پیش ہے اور تیرا ہی دیا دیا ہوا ہے“۔ اس کے بعد وہ بڑی عجیب کیفیت کے ساتھ جانور کے گلے پر چھری پھیرتے ہوئے کہتا ہے: ”بسم الله الله اكبر، اللّٰهم تقبله مني كما تقبلت من خليلك ابراهيم و حبيبك محمد عليهما الصلاة و السلام“ (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تو اس قربانی کو میری جانب سے قبول فرما جس طرح تونے اپنے دوست ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد ﷺ کی قربانی قبول فرمائی)۔

خدا کرے اس سال جب ہم قربانی کریں اور جانور کی گردن سے خون کا فوارہ چھوٹے تو دل کی یہ کیفیت ہو کہ قربانی کے خون کا ایک ایک قطرہ یہ بولتا سنائی دے: ”دیکھو جس طرح ہم قیامت کے دن تم کو جنت میں لے جانے کا سبب یا سفارشی ہوں گے اسی طرح تمہارے بھائیوں کے خون کا ہر وہ قطرہ جو رشوت، سود، غیبت، ناجائز طریقہ سے اس کا مال کھانے کی شکل میں ہوتا ہے، تم کو جہنم کی طرف کھینچے گا، دیکھو یاد رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ جہنم کی طرف کھینچنے والے قطروں کی طاقت ہم سے بڑھ جائے، اور ہمارا زور نہ چل سکے“۔

عیدالاضحیٰ

اور قربانی کے احکام

مفتی راشد حسین ندوی

دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب کا سال میں کوئی نہ کوئی تہوار ضرور ہوتا ہے، فطرت انسانی اس کا تقاضہ بھی کرتی ہے کہ سال میں خوشیوں کے اظہار کا بھی کوئی دن ہونا چاہیے، چنانچہ دین فطرت اسلام میں بھی اس انسانی فطرت کی رعایت رکھی گئی، اور سال میں دو دن خوشیاں منانے کے بھی مقرر کیے گئے، ابو داؤد میں حضرت انس ابن مالکؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کو دیکھا کہ انہوں نے سال میں خوشیاں منانے کے دو دن مقرر کر رکھے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیسے دو دن ہیں؟'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: زمانہ جاہلیت میں ہم ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے ان دونوں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تم کو عنایت فرمائے ہیں، عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر''۔

ان میں سے عیدالفطر رمضان المبارک کے بعد منائی جاتی ہے، جب اللہ کے حکم سے اللہ کے بندے پورے ایک مہینہ تک خاص اوقات میں کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے پرہیز کرتے ہیں، دوسری عید یعنی عیدالاضحیٰ ذی الحجہ کی ۱۰ر تاریخ کو منائی جاتی ہے، یہی حج کا زمانہ بھی ہوتا ہے، حج اور قربانی کے تقریباً تمام مناسک اور افعال حضرت ابراہیم، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علی نبینا و علیہم السلام کے مختلف قربانیوں اور افعال کی یادگار میں منائے جاتے ہیں، لیکن قدر مشترک دونوں عیدوں میں یہ ہے کہ اس میں دوسری قوموں کی تہواروں کی طرح کوئی شور وغل بالکل نہیں ہے، دونوں میں جو افعال بتائے گئے ہیں ان میں اسلام کی سادگی کی جھلک ملتی ہے، ان خوشی کے موقعوں پر بھی بندے اللہ کی کبریائی کا نعرہ لگاتے ہوئے بستی کے باہر عیدگاہ یا کسی مسجد جاتے ہیں، اور اللہ کے سامنے دوگانہ ادا کر کے اپنی عبودیت کا اظہار کرتے ہیں، گویا عیدین مسلمانوں کی خوشی منانے کا نمونہ ہیں، مسلمانوں سے مطالبہ یہی ہے کہ خوشی کے موقع پر بھی اللہ کے سامنے سر جھکا دیں، اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر نماز عید کے علاوہ ذی الحجہ کے شروع کے دس دن کی اہمیت اور فضیلت بھی الگ سے بیان کی گئی ہے، چنانچہ بخاری میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان دس دنوں سے بہتر دوسرے کوئی بھی دن ایسے نہیں ہیں جن میں اللہ کو عمل صالح زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ نے پوچھا: اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں سوائے اس شخص کے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلا ہو اور اس میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لایا ہو''۔

اور ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں ہے، ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر، اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے''۔

قرآن مجید میں اللہ نے سورہ فجر میں دس راتوں کی قسم کھائی ہے، مفسرین فرماتے ہیں، ان دس راتوں سے عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہی مراد ہیں، ان میں خاص طور سے ذی الحجہ کی ۹ر تاریخ کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، مسلم شریف میں حضرت ابو قتادہؓ کی طویل حدیث میں ہے کہ: ''عرفہ کا روزہ رکھنے پر میرا اللہ پر گمان یہ ہے کہ اسے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا''۔ لیکن عرفہ کے روزہ کی یہ فضیلت غیر حاجیوں کے لیے ہے، حاجیوں کو اس روزہ سے منع کر دیا گیا ہے تا کہ میدان عرفات کے افعال اچھی طرح انجام دے سکیں، چنانچہ ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مقام عرفات میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے“۔

قربانی: ذی الحجہ کے مہینہ میں سب سے اہم عبادت قربانی ہے، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ابن آدم یوم النحر کو جو عمل کرتا ہے ان میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب خون بہانا (قربانی کرنا) ہے، وہ جانور قیامت کے دن اپنی سینگوں، بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے یہاں مقبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا اس کو خوش دلی سے کیا کرو“ (ترمذی، ابن ماجہ)۔صاحب نصاب پر قربانی کرنا احناف کے نزدیک واجب ہے، اس لیے کہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: ”جس کے پاس وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے پاس نہ آئے“۔

قربانی کا نصاب: قربانی ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم پر واجب ہوتی ہے بشرطیکہ وہ ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲رگرام) یا اس کی قیمت کا مالک ہو، اور یہ اس کی حاجات اصلیہ سے زائد ہو، یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں، یا مال تجارت کی شکل میں ہو، یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو، قربانی اور زکوٰۃ کے نصاب میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ میں سال گزرنے کی شرط ہوتی ہے، لیکن قربانی میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے، اس زمانہ میں نصاب کا مالک ہے تو قربانی واجب ہوگی۔

قربانی کے دن: قربانی کے دن تین ہیں، ۱۰، ۱۱ اور ۱۲رذی الحجہ، ان میں سے افضل پہلے دن قربانی کرنا ہے، البتہ جہاں عید کی نماز جائز ہوتی ہے وہاں عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت جندب ابن عبدالدؓ کی روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یوم النحر کو نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، پھر قربانی کی اور ارشاد فرمایا: جس نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کی تھی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے، اور جس نے قربانی نہیں کی تھی وہ اللہ کا نام لے کر قربانی کرے“۔

قربانی کے جانور: قربانی صرف اونٹ، گائے، بھینس، بکری، دنبہ، بھیڑ (نر مادہ دونوں) کی جائز ہے، بقیہ جانوروں کی جائز نہیں ہے، اس میں بھی حدیث شریف میں یہ شرط لگائی گئی کی مسنہ ہو اور عیوب سے خالی ہو، چنانچہ مسلم شریف میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صرف مسنہ کی قربانی کیا کرو اِلّا یہ کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ دنبہ کا چھ ماہ اور اس سے زیادہ کا جانور ذبح کرلو“۔

ان جانوروں میں سے ہر ایک کا مسنہ یا ثنی الگ الگ ہوتا ہے، چنانچہ اونٹ کا مسنہ وہ ہے جو پانچ سال مکمل کرچکا ہو، گائے اور بھنس کا مسنہ وہ ہے جو دو سال مکمل کرچکا ہو، اور بکری، بھیڑ اور دنبہ کا مسنہ وہ ہے جو ایک سال مکمل کرچکا ہو، لیکن جیسا کہ حدیث میں گزرا، دنبہ اگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

بھیڑ، بکری کی قربانی صرف ایک شخص کی طرف سے ہوسکتی ہے جب کہ اونٹ اور گائے وغیرہ میں سات افراد شریک ہوسکتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربت کی ہو، حضرت جابرؓ کی روایت مسلم وغیرہ میں آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”گائے (بھینس) سات کی طرف سے اور اونٹ سات کی طرف سے (جائز) ہے“۔

عیوب کی تفصیل: آنحضرت ﷺ عیوب سے پاک اور عمدہ جانوروں کی قربانی فرمایا کرتے تھے، اور امت کو بھی عیوب سے پاک جانور کی قربانی کی تاکید فرمایا کرتے تھے، حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جانور کی آنکھ کان کا جائزہ لے لیں اور کان پھٹے، کٹے اور کان میں سوراخ والے جانور کی قربانی نہ کیا کریں“ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔اور ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ ہی میں حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا: کن

جانوروں کی قربانی سے بچا جائے؟ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا: چار سے! وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، وہ یک چشم جس کی یک چشمی ظاہر ہو، ایسا بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو، اور وہ لاغر جس (کی ہڈیوں) میں گودا ہی نہ ہو‘‘۔

ان جیسی احادیث سے فقہاء نے عیوب کے بارے میں مندرجہ ذیل تفصیلات بیان کی ہیں:

(۱) اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں ہے، اسی طرح اس بیمار اور لاغر جانور کی قربانی بھی درست نہیں ہے جو اپنے پیروں پر قربانی کی جگہ تک نہ جاسکے۔

(۲) جس جانور کا کان یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو اس کی قربانی بھی ناجائز ہے۔

(۳) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی بھی ناجائز ہے، یہی حکم اس جانور کا بھی ہے جس کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں۔

(۴) جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں، یا بیچ سے ٹوٹ گئے ہوں، اس کی قربانی جائز ہے، البتہ اگر سینگ جڑ سے اکھڑ گئی ہو تو چونکہ دماغ تک اثر پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

(۵) خصی (بدھیا) کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل اور سنت ہے، آنحضرت ﷺ سے خصی کی قربانی کرنا ثابت ہے۔

قربانی کا طریقہ: اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا افضل ہے، لیکن اگر قربانی کرنا نہیں جانتا یا کسی اور وجہ سے خود سے نہیں کرنا چاہتا تو کم سے کم ذبح کے وقت حاضر رہنے کی فضیلت ضرور حاصل کرے، بہت سے لوگ اس جگہ موجود بھی نہیں رہنا چاہتے، یہ رجحان صحیح نہیں ہے۔

قربانی کے وقت جو دعائیں منقول ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے، ضروری نہیں ہے، صرف ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے، قربانی کرتے وقت بلکہ کبھی بھی کسی جانور کو ذبح کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے:

(۱) ذبح کرنے سے پہلے جانور کو چارہ کھلا دیا جائے، بھوکا پیاسا رکھنا مکروہ ہے۔

(۲) ذبح کی جگہ سہولت سے لے جائے، گھسیٹ کر لے جانا مکروہ ہے۔

(۴) قبلہ رخ بائیں کروٹ لٹائے، اس سے جان آسانی سے نکلتی ہے۔

(۵) چھری تیز رکھے، کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(۶) چھری جانور کو لٹانے سے پہلے تیز کر لے اور اس سے چھپا کر تیز کرے۔

(۷) ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کرے۔

(۸) ذبح کے بعد جانور سرد ہونے سے پہلے نہ سر الگ کرے نہ کھال نکالے۔

(۹) سنت یہ ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کے لیے قبلہ رو لٹائے تو یہ دعا پڑھے: ’’إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفاً وَمَا أَنَاْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَاْ أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ‘‘

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ’’اللّٰهم تقبله مني كما تقبلت من حبيبك محمد و خليلك ابراهيم عليهما السلام‘‘

قربانی کا گوشت: افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصہ کر لیں، ایک حصہ عزیز و اقارب کے لیے، ایک فقراء کے لیے اور ایک اپنے لیے، لیکن یہ صرف افضل ہے، وہ پورا گوشت بھی استعمال کر سکتا ہے اور پورا ہدیہ اور صدقہ میں بھی دے سکتا ہے، قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جا سکتا ہے، کھال کو اپنے استعمال میں لے یا کسی غریب کو دے دے لیکن قربانی کا گوشت یا کھال فروخت کی تو اس کا غریبوں پر صدقہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

و اللہ اعلم بالصواب

آپ کے دینی سوالات اور ان کے جوابات

(آپ اپنے دینی سوالات ہماری ویب سائٹ پر بھی پوچھ سکتے ہیں)

www.abulhasanalinadwi.org

سود کی رقم رشتہ داروں کو دینا

سوال: کیا سود کا پیسہ اپنے غریب مسلمان رشتہ داروں کو دیا جا سکتا ہے؟ (محمد مدثر، بنگلور)

جواب: سود کی رقم اپنے غریب مسلمان رشتہ داروں کو دے سکتے ہیں، لیکن یہ خیال رہے کہ سود کی رقم ایک غلاظت ہے اس لیے ایسی گندی چیز میں مسلمانوں کو ملوث کرنا بہتر نہیں ہے۔ اس کے بدل کے طور پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا نظام رکھا ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان کو زکوٰۃ کی رقم میں سے دیں، اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کی اپنے رشتہ داروں کی اپنی گاڑھی کمائی سے مدد کی جائے۔

خلع لینے کا طریقہ

سوال: خلع لینے کا طریقہ کیا ہے؟ (خالد خان، لکھنؤ)

جواب: ایک عورت کا اپنے شوہر کو کچھ دے کر اور اس کو راضی کر کے چھٹکارا حاصل کرنے کا نام خلع ہے۔ اس معاملے میں اگر عورت اور مرد کے درمیان گھر ہی میں معاملہ طے ہو جائے تو جو طے ہو جائے وہی نافذ ہوگا، اگر عدالت میں معاملہ جائے تو عدالت صرف اس امر کی تحقیق کرے گی کہ آیا فی الواقع یہ عورت اس مرد سے اس حد تک متنفر ہو چکی ہے کہ اس مرد کے ساتھ اس کا نباہ نہیں ہو سکتا، اب اس کے حالات کے لحاظ سے جو چاہے فدیہ طے کرے، اس فدیہ کو قبول کر کے شوہر کو اسے طلاق دینا ہوگا، بالعموم فقہاء نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ جو مال شوہر نے اس عورت کو دیا ہو اس کی واپسی سے بڑھ کر کوئی فدیہ لے، اور خلع کی صورت میں جو طلاق دیجاتی ہے وہ رجعی نہیں بلکہ بائنہ ہے، اور خلع سے ہر وہ حق جو نکاح سے جڑا ہوا تھا ختم ہو جائے گا لیکن عدت کے دوران والا نفقہ تبھی ختم ہوگا جب اس کے ختم ہونے کی صراحت کی جائے۔

قرآن کے ذریعہ ایصال ثواب

سوال: کیا مرنے والے کو قرآن پڑھ بخشا جا سکتا ہے؟ اور اس کو اس کا ثواب پہنچتا ہے؟ (محمد سیف، رائے بریلی)

جواب: مرنے والے کو قرآن پڑھ کر بخشا جا سکتا ہے، اور مردے کو اس کا بھی پہنچتا ہے

عورت کا ٹی وی پر آنا

سوال: کیا اس بات کی اسلام میں اجازت ہے کہ عورت ٹی.وی. کے دعوتی پروگرام میں قرآن کی تعلیم دے یا تقریر کرے؟

(ابوصدید، منگلور)

جواب: اس طرح کی اجازت دینے سے اسلام نے بہت زیادہ احتیاط برتی ہے کیونکہ اس کا اس طرح کے پروگراموں میں شریک ہونے یا گھر بیٹھے ہی ٹی وی پر پروگرام دینا صحیح نہیں، کیونکہ اس سے فتنہ کا خدشہ ہے، عورت کی آواز بھی پردہ میں شامل ہیا ور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آواز میں ایک طرح کی کشش رکھی ہے اور اس کی وجہ سے لوگ فتنہ کا شکار ہو سکتے ہیں اس لیے اسلام نے اس طرح کے دروازہ کو ہی بند کر دیا ہے۔

شرم گاہ کو چھونا

سوال: کیا شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(ذیشان، دہلی)

جواب: شرم گاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہ (شرمگاہ) جسم ہی کا تو ایک حصہ ہے۔

عیدین کے بعد سلام

سوال: کیا عیدین کے بعد جھک کر سلام کرنا جائز ہے؟

(محمد جنید احمد، حیدرآباد)

جواب: ایسا کرنا مکروہ ہے۔

گستاخانہ فلم
پس پردہ حقائق

محمد نفیس خان ندوی

کچھ دنوں قبل امریکی صدر براک اوبامہ اور وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن کے بیانات پر مشتمل ایک ٹی وی اشتہار جاری کیا گیا، اس اشتہار پر تقریباً 70 ہزار ڈالر خرچ کیے گئے، اس کے ذریعہ امریکی انتظامیہ نے مسلم ممالک کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ توہین رسالت پر مبنی اشتعال انگیز اور قابل نفرت فلم سے امریکی انتظامیہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اشتہار مسلم ممالک میں اور خاص کر جہاں پر تشدد مظاہرے اور احتجاج ہوئے وہاں بار بار نشر کیا گیا۔ ایک طرف امریکہ کی یہ صفائی ہے تو دوسری جانب امریکی انتظامیہ اس فلم پر پابندی لگانے اور اس سے جڑے ہوئے افراد کے خلاف قانونی کارروائی سے بھی انکار کر رہا ہے، اور اسے ''اظہار رائے کی آزادی'' سے تعبیر کر رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے یہ فلم خود امریکہ ہی میں تیار کی گئی ہے بلکہ اس کی پشت پناہی میں امریکی انتظامیہ کا پورا رول رہا ہے، لیکن اپنی ساخت کو بچانے کی خاطر وہ مختلف پروپیگنڈوں کا سہارا لے رہا ہے۔

یورپ و امریکہ میں توہین رسالت کے واقعات کوئی نئے نہیں ہیں، بلکہ منظم سازش کے تحت ایک عرصہ سے یہ سلسلہ جاری ہے، اور ان حرکتوں کو ''اظہار رائے کی آزادی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن تصویر کا ایک دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ اس حق کا استعمال ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف ہی ہوتا ہے، اور خود امریکہ میں اس سلسلہ میں دوہری پالیسی پائی جاتی ہے، اگر کوئی اسلام یا مسلمانوں کی توہین کرتا ہے تو اسے Freedom of Speech سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن اسی حق کا استعمال کرتے ہوئے اگر کوئی Holocost پر اظہار خیال کرتا ہے تو اس کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے اور اسے قید و بند کی صعوبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔

اسی طرح اگر پیغمبر اسلام کا کارٹون بنایا جاتا ہے تو امریکی صدر اوبامہ کا بیان آتا ہے کہ Freedom of Expression کے تحت ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے لیکن 1993 میں جب ایک عراقی خاتون نے ایک ہوٹل کے سامنے امریکی صدر جارج بش اول کا کارٹون بنایا تو اس کے خلاف فوری ایکشن لیا گیا اور اسے تمام اہل خانہ سمیت ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ اظہار رائے کا یہ مطلب نہیں کہ تاریخی صداقتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے۔

امریکہ و یورپ نے آزادی رائے کے منافقانہ قانون کی آڑ میں مسلمانوں کی دل آزاری کا ایک ہمہ وقتی انتظام کر رکھا ہے، پیغمبر اسلام (ﷺ) کی معصوم و مقدس ذات خاص طور پر ان دریدہ دہن اور تاریک باطن یہودیوں اور نصرانیوں کا ہدف رہتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک پیغمبر اسلام کی ذات کو علمی انداز میں موضوع بنایا جاتا تھا، اور ان کے کردار کو علم و ادب اور فکر و فن کی آڑ میں مطعون کرنے کی کوشش کی جاتی تھی، جسے ''استشراق'' (Oriantalism) سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، ہمارے علماء و مفکرین نے استشراق کا جم کے مقابلہ کیا اور اس کے بڑھتے اثر کو بڑی حد تک ختم بھی کر دیا۔

استشراق کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کے اشتراک نے پیغمبر اسلام (ﷺ) کی ذات کو اوچھے اور گھٹیا انداز میں نشانہ بنانا شروع کیا، یا کہیے کہ استشراق کے میدان میں پوری طرح ناکام ہونے کے بعد انھوں نے ''ترقی پسندی'' کا لبادہ اتار دیا اور جس طرح دلائل کے میدان میں ہارا ہوا شخص گالی گلوج پر آمادہ ہو جاتا ہے وہی حرکت انھوں نے شروع کر دی، تاکہ مسلمانوں کو مشتعل کر کے ان کی بھیڑ میں گھس سکیں اور پر تشدد واقعات کے ذریعہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کریں۔

پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کی یہ حرکتیں متعدد بار ہو چکی ہیں، بلکہ جائزہ لیا جائے تو گذشتہ چند سالوں سے ہر سال گستاخانہ خاکے شائع کیے جا رہے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام تر احتجاجوں اور دھمکیوں کے باوجود یہ سلسلہ جاری کیوں ہے، تو اگر ان حرکتوں کے ظاہری نتائج پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خاکے شائع کرنے والے اخبارات گمنامی سے نکل کر شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے، یہ سلسلہ ڈنمارک سے شروع ہوا تھا اور اُس اخبار کی شہرت کو دیکھتے ہوئے یہ ایک ٹرینڈ (Trend) بن گیا کہ جو اخبار ایسے خاکے شائع کرے گا اسے کچھ خرچ کیے بغیر شہرت اور اشتہارات ملنے لگیں گے، اس کے بعد یہ تجربہ انٹرنیٹ پر کیا گیا اور گستاخانہ خاکے فیس بک اور دیگر ویب سائٹس پر شائع کیے گئے، اور ہمیشہ کی طرح ان سائٹس کو بھی

خوب شہرت ملی، ان سائٹس کی شہرت میں مسلمان بھی غیر شعوری طور پر استعمال ہوئے، مسلمانوں نے جذباتیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کوان ویب سائٹس اور ایسے خاکوں سے باخبر کیا، اوران سائٹس کے مالکان نے مسلمانوں کہ جذباتیت سے خوب فائدہ اٹھایا، انٹرنیٹ کی دنیا سے جڑے ہوئے لوگ جانتے ہیں کہ انٹرنیٹ پر صرف کلک (Click) کرنے یعنی ویب سائٹ کوکھولنے پراس کے مالک کو اشتہار یعنی پیسے ملتے ہیں، اور جتنے لوگ کسی ویب سائٹ کو کھولیں گے اس کے مالک کی اتنی زیادہ آمدنی ہوگی، اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے ان سائٹس پر احتجاجی جملے لکھے، ان کے مالکان کو گالیاں بھی دیں لیکن یہ مالکان ان سب کے لیے تیار تھے، خاص کر یہودی جو صرف کاروباری نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے، اسے گالیوں کے عوض پیسے اور شہرت مل رہی ہو تو وہ ان گالیوں کو بھی اعزاز سمجھتا ہے۔

خاکوں کے بعد گستاخانہ فلم کی طرف قدم بڑھایا گیا، اس فلم کے کرداروں کے بارے میں معلوم ہوا کہ ماضی میں وہ مختلف جرائم میں ملوث رہے ہیں، کوئی چرچ کا چندہ کھائے بیٹھا ہے، تو کوئی جنسی فلمیں بنایا کرتا تھا، وہ گمنامی کی زندگی میں پڑے تھے کہ اچانک اس فلم کے ذریعہ وہ سرخیوں میں آ گئے۔

لیکن اس مرتبہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے متعلق جو فلم تیار کی گئی ہے اس میں اہانت رسول کی ساری حدیں پار کر دی گئی ہیں، اس فلم کا بنایا جانا اور 32 پادریوں کا اس میں شامل ہونا صرف دولت اور شہرت کا حصول نہیں ہے، بلکہ اس کے ذریعہ کسی بہت بڑے مقصد کے حصول کی کوشش ہے۔

اس فلم کو جس ای میل آڈی کے ذریعہ یوٹیوب (You Tube) پر اپ لوڈ (Up-Load) کیا گیا تھا وہ آئی ڈی صرف ایک دن قبل ہی بنائی (Create) گئی تھی، یوٹیوب (جو حقیقت میں یہودیوں کی ملکیت ہے) نے اس فلم کی لانچنگ (Launch) کے لیے اپنا پلیٹ فارم مہیا کیا، اور ایک ہی دن میں یہ فلم اور اس سے متعلق معلومات تقریباً 50 ملین آڈیز (IDs) پر بھجوائی گیں، اور یہ تمام آئی ڈی گوگل (Google) کے ذریعہ حاصل کی گئیں۔ یہاں یہ معلوم رہے کہ گوگل اور فیس بک (FaceBook) حقیقت میں سی آئی اے (C.I.A) اور موساد (Mosad) کے لیے دنیا بھر میں سوشل میڈیا (Social Media) کی آڑ میں جاسوسی کا نیٹ ورک قائم کیے ہوئے ہیں، اور اپنے صارفین (Users) کے حوالے سے تمام تر معلومات ان ایجنسیوں کو فراہم کرتے ہیں۔

صہیونی طاقتوں کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی ہے کہ مسلمانوں کے جذبات کا فائدہ اٹھا کر انھیں مشتعل کیا جائے اور پھر ان کی بھیڑ میں گھس کر اپنا مفاد حاصل کیا جائے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی لیبیا میں ہوئے پرتشدد احتجاج کے بعد وہاں امریکی سفیر کریسٹوفر سٹیونس (Christopher Stevens) کا قتل بھی ہے۔

کریسٹوفر کی حفاظت کی ذمہ داری امریکی نیوی سلز (US Navy Seals) کے ذمہ تھی، اوراس کے ساتھ مارے جانے والے دیگر تین افراد میں بھی دو محافظ شامل تھے، نیوی سلز کا شمار دنیا کے بہترین تربیت یافتہ کمانڈوز میں ہوتا ہے، ایسے محافظوں کی موجودگی میں امریکی سفیر کی بے بسی کی حالت میں ہوئی موت اس بات کی طرف اشارہ رکھتی ہے کہ اسے مارنے والے کہیں زیادہ منظّم اور تربیت یافتہ تھے، جو اس سفیر اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر کوئی نقصان اٹھائے بغیر واپس چلے گئے۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق گستاخانہ فلم کے ویڈیو اپ لوڈ ہونے سے قبل کچھ تربیت یافتہ کمانڈوز متحدہ عرب امارات کے راستہ لیبیا پہنچ چکے تھے، جن کا ٹارگیٹ امریکی سفیر کریسٹوفر سٹیونس تھا۔

تین سال قبل امریکہ کی ایک سیکورٹی فرم DynCorp نے متحدہ عرب امارات کی اسپیشل فورس کو تربیت دینے کا آغاز کیا تھا، ذرائع کے مطابق کروسٹوفو سٹیونز کو قتل کرنے والے DynCorp کے ہی اہلکار تھے۔

تاہم یہاں پر یہ سوال ضرور قائم ہے کہ امریکی سفیر کے قتل اور ان احتجاجی مظاہروں سے یہودی لابی کے کون سے مقاصد ہیں جو پورے ہو سکے یا نہیں لیکن اتنا ضرور ہے اس فلم کے نتیجہ میں دنیا بھر کے مسلمان امریکہ کی خارجہ پالیسی سے متنفر ہو چکے ہیں، اور میڈیا نہ چاہتے ہوئے بھی مسلمانوں کی نفرت کے اس سیل رواں کو روک نہیں سکا، اسی کا نتیجہ ہے کہ امریکی صدر نے اپنا اشتہاری بیان جاری کیا لیکن جب اس سے بھی بات نہ بن سکی تو ''ملالہ یوسف زئی'' کا ڈرامہ دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور دنیا بھر کی میڈیا نے اس ڈرامہ کے ذریعہ توہین رسالت کی کی طرف سے مسلمانوں کا رخ پھیرنے کی کوشش شروع کر دی، لیکن حالات ابھی بھی اس کے غماز ہیں کہ یہ مسئلہ اتنی آسانی سے حل ہونے والا نہیں ہے۔

ایام تشریق اورتکبیرات تشریق

نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر کی نماز کے بعد تک، ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے مردوں پر اور آہستہ آواز سے عورتوں پر پڑھنا یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

اور اگر فرض نماز کے بعد امام تکبیر پڑھنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ بلند آواز سے تکبیر پڑھیں۔ یہ تکبیرات ایک مرتبہ پڑھنا واجب اور تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔

عید الاضحی کے دن کی سنتیں

☆ صبح کو جلدی اٹھنا ☆ مسواک کرنا ☆ غسل کرنا ☆ اچھے کپڑے پہننا ☆ خوشبو لگانا ☆ عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا ☆ عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا ☆ عید گاہ جلدی جانا ☆ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد قربانی کا گوشت کھانا۔ ☆ پیدل جانا ☆ ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا ☆ راستہ میں تکبیر تشریق (اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ) پڑھتے ہوئے جانا۔

قربانی کا طریقہ

قربانی کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جانور کو کم سے کم تکلیف دی جائے، اسے زیادہ تڑپایا نہ جائے، زمین پر لٹانے میں ایسا طریقہ نہ اپنایا جائے کہ جس سے جانور گھبرا کر بدکنے لگے، جب جانور قربان گاہ میں آجائے تو اسے جلد ذبح کرنے کی کوشش کی جائے، چھری اور رسی وغیرہ پہلے سے تیار رکھی جائے، پھر جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹادے تو پہلے یہ دعا پڑھے:

"إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ حَنِيفاً وَّ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ،
إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ"

پھر "بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہہ کر ذبح کرے، اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ ،وَ خَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ"۔

اگر ایک دوسرے کی طرف سے قربانی کر رہا ہو تو "مِنِّي" کے بجائے "مِن" کہے اور "مِنْ" کے بعد جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہے اس کا نام لے۔

R.N.I. No.
UPURD/2009/28748

Postal Reg. No.
RBL/NP - 09

Monthly
Payam-e-Arafat
Raebareli

VOLUME 4 | NOVEMBER 2012 | ISSUE 10

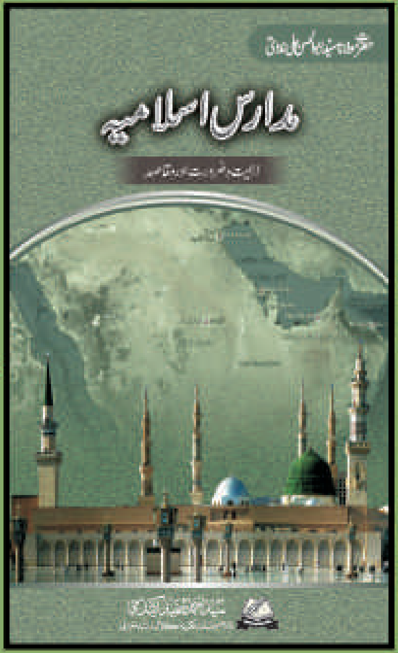

رابطہ کریں:
سید احمد شہید اکیڈمی
دارعرفات تکیہ کلاں رائے بریلی
Mob: 9918385097

Designed by Mohammad Makky Hasani Nadwi

Editor: Bilal Abdul Hai Hasani Nadwi
MARKAZUL IMAM ABIL HASAN AL-NADWI
Dare Arafat, Takiya Kalan, Raebareli, U.P.
Mobile: 9918385097, 9918818558
E-Mail: markazulimam@gmail.com
www.abulhasanalinadwi.org

Printed & Published by: Mohammad Hasan Nadwi
On Behalf of: Markazul Imam Abil Hasan Al-Nadwi
Printed at S.A. Offset Printers, Masjid ke peeche,Phatak
Abdullah Khan, Sabzi Mandi, Station Road, Raebareli, U.P.